

# درپے محبت کے

## قسط 5

یوں ہی شب و روز گزرنے لگے تھے فاطمہ اور دانیال کو حکومت کی طرف سے فیملی کو اٹرا لٹا ہوا تھا وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ خوش تھے فاطمہ کے سارے خدشات اس شخص کے بارے میں غلط نکلے وہ بہت محبت اور عزت کرنے والا انسان تھا اور عورت کو اس سے بڑھ کر کیا چاہیے عورت محبت کے بغیر تو زندگی گزار سکتی ہے پراگرا سکا مرد اسکی عزت نہ کرتا ہو تو گزارا مشکل ہو جاتا ہے دوسری جانب ارم کی زندگی ان دونوں چیزوں سے خالی تھی فرخ کی جانب سے برتی جانے والی بے عتنائی نے اسے مزید تلخ بنا دیا تھا دنیا نے صرف اسے تلخیاں دی تھیں جس کے سبب اس کے پاس بھی دوسروں کو دینے کے لیے کچھ نہیں تھا سو اے تلخ باتوں کے فرخ ایک عام مرد سے بھی نچلے درجے پر فائز تھا جب اس کا دل چاہتا اس کو کسی چیز کی طرح استعمال کرتا اور پھر پرانی ہو جانے پہ دھتکار کر ایک

## درپے محبت کے سردا نریدی

طرف پھینک دیتا اب ارم کی حیثیت بھی اس گھر میں کونے میں پڑی کسی پرانی چیز کی تھی جسکی حالت کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے اسے کسی نئی چیز سے تبدیل کر دیا جاتا ہے دیکھتے ہی دیکھتے وقت پر لگا کر اڑ گیا انکی شادی کو دو سال ہو گئے تھے اللہ نے فاطمہ اور دانیال کو بیٹا عطا کیا جبکہ دوسری طرف ارم کے بیٹی ہوئی تھی جس کی وجہ سے فرخ نے مزید بے مروتی برتنا شروع کر دی کیونکہ وہ اسکو بیٹا نہیں دے سکی شب و روز بس اس کے انتظار میں گزرنے لگے وہ دن بھر اس کا انتظار کرتی گھر کے کام کاج میں لگی رہتی رات میں جب وہ گھر لوٹتا تو وہی پھٹکار اور دھتکار والا رویہ اختیار کر لیتا آہستہ آہستہ ارم نے بھی اس سے دوری اختیار کر لی ایک شام فرخ گھر لوٹا تو وہ اکیلا نہیں تھا اس کہ ہمراہ ایک حسین دوشیزہ بھی تھی جسے وہ نکاح کر کے اپنے ساتھ لایا تھا ارم اس کو کیا کہہ سکتی تھی وہ اسکی سنتا ہی کب تھا ارم نے بالکل چپ سادھ لی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ فرخ کے دل اور گھر دونوں کی مالکن بن گئی جبکہ ارم صرف ایک بیٹی کی ماں بن کر رہ گئی جس کا شوہر اسے پوچھتا تک نہیں پھر ایک دن ایسا بھی آیا کہ اپنی من پسند بیوی کے کہنے پہ فرخ نے ارم کو طلاق دے دی دل تو پہلے ہی کبھی نہیں ملے تھے فرخ نے کاغذی تعلق بھی ختم کر دیا بیٹی سے اس کو پہلے دن سے ہی کوئی غرض نہیں تھی سو دونوں ماں بیٹی کو اپنے گھر سے جانے کا کہہ دیا اس رات ارم کو شدت سے اپنے اس فیصلے پہ افسوس ہوا جی چاہتا تھا سڑک کے بیچ و بیچ کھڑی دھاڑے مار مار کر روئے رات کے اس پہر کوئی اپنا نہیں تھا ماں کے سر پہ پہلے ہی دو جوان بیٹیوں کا بوجھ تھا وہ اپنا اور اپنی بیٹی کا بوجھ بھی اس کے سر پہ نہیں ڈالنا چاہتی تھی اپنی ہی دھن میں چلتی چلتی وہ کب سڑک پہ پہنچی اسے اندازہ ہی نہیں ہوا اچانک ایک گاڑی نے فوراً اسے بریک لگائی اگر وہ بریک نہ لگاتا تو ابھی وہ گاڑی کے نیچے آجاتی گاڑی سے نکلنے والے انسان نے اسے پہچان کر کندھے سے جھنجھوڑا

## درپے محبت کے سردا نریدی

"ارم آپ یہاں کیا کر رہی ہیں" دانیال حیران رہ گیا وہ رات کہ اس پہرا کیلی سڑک پہ کیا کر رہی تھی مجھے فرخ نے طلاق دے دی "وہ میکانیکی انداز میں بولی تو دانیال نے پہلے اسکو دیکھا پھر اسکی گود میں موجود اس بچی کو جو بلا کی حسین تھی ارم اپنے حواس میں نہیں تھی دانیال نے اسے گاڑی میں بٹھایا اور گاڑی گھر کی جانب لے اڑا گھر پہنچا تو فاطمہ ارم اور دانیال کو دیکھ کر حیران رہ گئی دانیال نے اسے ساری صورت حال سے آگاہ کیا فاطمہ نے زار و قطار رونا شروع کر دیا رہ کر اسے ارم کی قربانی اور اسکے دکھوں پر رونا آ رہا تھا آج رات ہی ان لوگوں نے اسلام آباد کے لیے نکلنا تھا فاطمہ نے ارم کو دوا دے کر سلا دیا اور خود ارم کی بچی کو گود میں اٹھائے دانیال کے پاس چلی آئی "دانیال دیکھو یہ کتنی پیاری ہے کیا اسے رحم نہیں آیا اس معصوم پر" وہ روتے ہوئے بولی کچھ لوگ بے ضمیر ہوتے ہیں فاطمہ "دانیال نے افسوس سے کہا" "ہائے دانیال ارم نے میرے لیے اتنے دکھ سہے ہیں میں یوں ان حالات میں تنہا نہیں چھوڑوں گی" فاطمہ کو ارم کے لیے بہت برا محسوس ہو رہا تھا "کیا ہم ارم کو بی جی کے پاس نہیں چھوڑ سکتے اتنا بڑا گھر ہے اور وہ ہمیشہ اکیلے ہونے کی شکایت بھی کرتی ہیں" اس نے ملتی انداز میں کہا

READERS CHOICE

اسلام علیکم!

## درپے محبت کے سدا نریدی

ہمارے اور گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں آپ اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

Email address: [mobimalik83@gmail.com](mailto:mobimalik83@gmail.com)

[readerschoicemag@gmail.com](mailto:readerschoicemag@gmail.com)

Facebook groups : **Readers Choice,**

## درپے محبت کے سردا نریدی

"ہاں تم تیاری کر لو میں بی جی کو بتا دیتا ہوں ہم تین لوگ آرہے ہیں" وہ کچھ سوچ کر بولا  
"تین نہیں دانیال ہم پانچ لوگ ہیں"

وہ مسکرا کر گود میں موجود معصوم بچی کو دیکھ کر بولی جبکہ دانیال کمرے سے باہر نکل گیا فاطمہ نے بستر پہ بیٹھے ذیشان کو  
مخاطب کیا

یہ دیکھو شانی بے بی سسٹر نو عمر "ذیشان نے بے بی کو دیکھ کر تالیاں بجانا شروع کر دی اور فاطمہ نے پیار سے اس کے  
چہرے کا بوسہ لیا جب دانیال کمرے میں واپس لوٹا

"میں نے بی جی کو ساری صورت حال سے آگاہ کر دیا ہے بس مجھے آغا جان کی فکر ہے فاطمہ "

تم فکر مت کرو وہ بھی مان جائیں گے "" وہ ایک نیک دل انسان ہے

انشا اللہ "دانیال نے ایک لمبا سانس بھرا "اور ذیشان کو اپنے پاس لیٹاتے ہوئے بولا

"چلو سو جاو صبح جلدی اٹھنا ہے "

ہمممم فاطمہ نے ذیشان کے برابر میں اس بچی کو لٹایا اور خود لائٹ آف کر کے اسکی جانب رخ کیے لیٹ گئی۔

READERS CHOICE

☆☆☆



## دریچے محبت کے سردا نریدی

صبح ہوتے ہی ارم نے فکر مندی سے ارد گرد دیکھا پھر اپنی بچی کی تلاش میں یہاں وہاں نظر دوڑائی جب وہ پورے کمرے میں نظر نہ آئی تو فوراً سے اٹھ کھڑی ہوئی

کمرے سے باہر نکلی تو سامنے صوفے پہ موجود فاطمہ زینا کے کپڑے بدل رہی تھی وہ جھٹ سے اسکی جانب لپکی اسکو دیکھ کر فاطمہ نے مسکرا کر پوچھا

"اٹھ گئی آپ اب کیسی طبیعت ہے"

ہاں ٹھیک ہوں لاو میں کپڑے پہناؤں"

"نہیں بس ہو گیا وہ میں شانی کے کپڑے بدل رہی تھی تو سوچا اسکے بھی بدل دوں"

"نام کیا ہے ارم اسکا"

"زینا"

"زینا واہ بھی ہمارا نام تو بہت پیارا ہے وہ اسکو مکمل تیار کر کے اپنے سامنے کرتی ہوئی بولی

فاطمہ سردرد کی گولی ہے میرا سر" دکھ رہا ہے"

ارے میں تو بھول ہی گئی آپ کے لیے" ناشتہ بنایا تھا وہ لاتی ہوں ساتھ میں چائے پیئے گی تو سردرد ٹھیک ہو جائے گا،

آپ اتنی دیر میں منہ ہاتھ دھو آئیں" وہ فوراً سے کچن میں گئی ارم بھی واشروم سے منہ ہاتھ دھو کر لوٹی تو میز پہ کھانا لگا

کر فاطمہ نے اسے کھانے کا کہا اور خود تیار ہونے چلی گئی کچھ دیر بعد وہ کپڑے تبدیل کر کے ہال میں نمودار ہوئی تھی

## درپے محبت کے سردا نریدی

"ارم باجی ایسا کریں آپ بھی کپڑے بدل لیں آج میں اور دانیال اسلام آباد جا رہے تھے تو سوچا آپ بھی ہمارے ساتھ ہی وہاں چلیں "

ارے نہیں فاطمہ میں کیسے جاسکتی "ہوں؟" وہ حیران سی بولی  
کیوں نہیں جاسکتی وہاں اتنا بڑے گھر "میں بی جی اکیلی ہوتی ہیں پھر آپ کی آمد پہ تو وہ ویسے ہی بہت خوش ہو گئی ہے "  
اس نے ارم کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر اسکو نارمل کرنا چاہا  
"کیا تم نے انہیں بتا دیا  
جی "

تو انہیں کوئی اعتراض نہیں "

بلکل بھی نہیں ارم وہ لوگ بہت اچھے "ہیں فکر مت کرو وہ تمہیں بیٹیوں کی طرح چاہیں گے "  
پر فاطمہ میں کسی پہ بوجھ نہیں بننا "چاہتی "

تو تم وہاں بھی ٹیچنگ کر لینا جیسے "پہلے اپنے گھر کرتی تھی "اسکی ضد پہ ارم کو اسکی بات ماننی ہی پڑی اور وہ لوگ اسلام آباد کے لیے نکل گئے سارے سفر فاطمہ ارم کو سمجھاتی بچھاتی رہی تب ہی ایک گنجان آباد علاقے میں موڑ کاٹتے ہوئے ایک ٹرالا بری طرح سے گاڑی سے ٹکرایا اور گاڑی کا فرنٹ حصہ تباہ ہو گیا فاطمہ اور دانیال دونوں آگے تھے جبکہ دونوں بچے اور ارم پیچھے موجود تھے ٹرک والا بجائے انکو دیکھنے کے وہاں سے بھاگ نکلا جبکہ باقی ارد گرد کے لوگوں نے بڑھ کر گاڑی سے زخمی لوگوں کو مشکل سے نکالنا شروع کیا ایمبولنس بلائی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ سب

## درپے محبت کے سردار نریدی

ہسپتال پہنچ گئے خدا کی کرنی کے دونوں بچے بالکل صحیح زندہ سلامت تھے جبکہ ارم کی گردن اور کمر میں ٹوٹ کر شیشے بچے تھے دانیال اور فاطمہ جائے وقوعہ پہ جاں بحق ہو گئے تھے مگر ارم میں ابھی جان کی رمت باقی تھی اس نے لواحقین سے ملنے کی درخواست کی تو آغا جان نے ہمت کرتے ہوئے اس کی جانب بڑھے جبکہ بی جی کا تو حال ہی بے حال تھا تب ارم نے ان سے منت کی

"دیکھیے سردار صاحب میں جانتی ہوں آپ مجھے نہیں جانتے پر میں آپ سے ایک وعدہ لینا چاہتی ہوں جس طرح آپ نے ذیشان کو اپنا پوتا تسلیم کیا ہے اسی طرح اس بچی کو بھی اپنا خون مان کر تسلیم کر لیجیے گا بس دو وقت کی روٹی بھی دے دیں گے تو آپ کا بڑا احسان ہو گا میری بچی کو دنیا کے دھکوں پہ مت چھوڑیے گا سردار صاحب وہ بڑی کم عمر ہے دنیا کی بے راہ روی کو برداشت نہیں کر پائے گی وعدہ کریں آپ اسکی حفاظت کریں گے"

"ہاں میں وعدہ کرتا ہوں بیٹی یہ بچی میری بھی بیٹی ہی رہے گی ذیشان کی بہن کی طرح تم اسکی فکر مت کرو"

"شکر یہ سردار صا" انکی آخری بات پہ ارم کا دم اکھڑا اور وہ آغا جان کے سامنے اسی پل خالق حقیقی سے جا ملی دو آنسو ٹوٹ کر آغا جان کے چہرے سے پھسل گئے وہ تین لوگ ان کی گود میں دو معصوم بچے چھوڑ گئے تھے جن کی ذمہ داری انکے کندھوں پہ تھی وہ قدم قدم چل کر باہر نکل آئے اس روز زینا اور ذیشان اپنے ماں باپ کے ہمراہ اسلام آباد کے گاؤں سید پور آئے تھے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے وہاں کے مکین ہو گئے۔

☆☆☆



## دریچے محبت کے سردا نریدی

"میرا خیال ہے بی جی بہت ہو گئی کارِ خیر اب اس لڑکی کی شادی کا بندوبست کریں" زرتاشہ بیگم کمرے میں رکھی کرسی پہ بیٹھتے ہوئے بے مروت لہجے میں بولی

"کس کی بات کر رہی ہو تاشی" بی جی نے اپنے تہہ کیے ہوئے کپڑے الماری میں رکھتے ہوئے پوچھا  
"وہی زینا کی"

"ارے کیوں یہ تمہیں زینا کی شادی کی فکر کیوں لاحق ہو گئی ہے" بی جی نے سنجیدگی سے اپنی بیٹی کے چہرے کو دیکھا  
جس پہ نفرت واضح طور پہ رقم تھی

"کیا مطلب ہے کیا آپ نے اب اسکی شادی نہیں کرنی؟ کون کرتا ہے پرانی اولاد کے لیے اتنا آپ اور میں دونوں جانتے ہیں کہ وہ دانیال کی بیٹی نہیں ہے وہ اس تیسری عورت کی بیٹی ہے جو اس رات گاڑی میں موجود تھی"  
"خاموش بلکل خاموش دوبارہ میں تمہارے منہ سے یہ بات نہ سنوں خدا نخواستہ اس بچی کے کان میں بات پڑ گئی تو وہ کیا سوچے گی؟" بی جی ہولے سے غرائی تاشی کے تیور مزید بگڑ گئے

"مجھے نہیں فکر جو مرضی سوچے، کیا جو آپ نے اس کے لیے کیا ہے وہ کم ہے؟ جلدی سے کوئی اچھا لڑکا ڈھونڈے اور اسکو رخصت کریں۔"

READERS CHOICE  
"ہاں سوچوں گی اس بارے میں"

## درجے محبت کے سردا نریدی

"کیا مطلب امی آپ نے دیکھا نہیں ہے کیسے دن رات باسل کے پیچھے پیچھے پھرتی ہے میں اپنے بیٹے کو اس لڑکی کے حوالے نہیں کروں گی آئی سمجھ، میں خود اس کے لیے اپنی پسند کی کوئی لڑکی دھونڈ کر لاؤں گی" وہ اپنی ہی جون میں بول رہی تھی جب دروازے کی چوکھٹ میں کھڑا باسل غصے سے بولا

"کو نسا بیٹا کیسا بیٹا آپ کو کوئی حق نہیں ہے کہ آپ میری، یا کسی کی بھی زندگی کا فیصلہ کریں" وہ اس کو دیکھ کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی

"باسل تم ایسے کیسے کہہ سکتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو میرا تم پہ کیا حق ہے"

"آپ یہ حق بہت پہلے کھو چکی ہے گویا مجھ سے اور میری نجی زندگی سے دور ہی رہے تو بہتر ہے" وہ غصے سے سرخ ہوتی آنکھوں سے کہتا ہوا سڈی روم میں کی جانب چل دیا اندر آنے پہ سامنے کا منظر دیکھ کر فوراً اسکی جانب لپکا وہ جو آغا جان کے سڈی روم میں کرسی پہ چڑھ کر ایک اونچی شیلف میں سے پاؤں کے پنجوں کے بل کھڑی ایک کتاب نکالنے کی کوشش کر رہی تھی کہ اچانک اس کا پاؤں پھسلا اور وہ گرتے گرتے بچی بچنے پہ دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کیا پر خوف کہ مارے آنکھیں میچ رکھی تھی اچانک خود کو محفوظ پا کر جھٹ سے آنکھیں کھول کر سراٹھایا تو وہ باسل کی بانہوں میں جھول رہی تھی جان میں جان آئی تو تنک کر بولی

"چھوڑ مجھے ابھی کے ابھی"

READERS CHOICE

## دریچے محبت کے سردا نریدی

"چھوڑنے کو تو چھوڑ دوں پھر مت کہنا باسل بڑا دلچاظ ہے کیونکہ اگر میں ابھی تمہیں چھوڑوں گا تو یہاں میرے سامنے زمین پہ پڑی ملوگی" وہ چہرے پہ ہنوز سنجیدگی لیے کہہ رہا تھا آنکھیں سرخ تھی مگر غصہ غائب ہو چکا تھا وہ گھبرائی اس کا کیا بھروسہ چھوڑ بھی دیتا فوراً بولی

"مجھے نیچے اتارو باسل" اب کے آواز مدہم ہو گئی لہجہ التجائیہ باسل نے آہستہ سے زمین پہ اتار کر کھڑا کر دیا اس شخص کی قربت پہ اپنے اندر محشر بپا ہوتا ہوا محسوس ہو رہا تھا وہ جھٹ سے باہر نکلنے کے لیے پلٹی تو باسل نے کلائی تھام کر اپنی جانب کھینچا وہ اس کے سینے سے لگتے لگتے بچی سنبھل کر بھنویں سکیرتے ہوئے سخت نظروں سے گھورا تو وہ مبہم سا مسکرایا

"اپنی کتاب تولیتی جاو" اسکا انداز دل جلانے والا تھا اس کی بات پہ مزید بھڑکی "مجھ سے دور رہو آئی سمجھ" اسکی گرفت سے اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی باسل نے ہنوز اسکی کلائی تھامے ہوئے جواب دیا

"کب تک بھاگو گی حقیقت سے"

لہجے میں بے قراری تھی

"مجھ سے کسی قسم کی بعید مت رکھنا باسل میرا دل چاہا تو بھرے مجمعے میں مکر جاؤں گی" "زینا انسان اپنی حقیقت کو وقتی طور پر نظر انداز تو کر سکتا ہے مگر چاہ کر بھی بدل نہیں سکتا" بے قراری کی جگہ برہمی نے لے لی تھی

## دریچے محبت کے سردا نریدی

"تم شاید بھول گئے ہو کہ تمہارا واسطہ کس سے پڑا ہے"

میں خود کو تو بھول سکتا ہوں زینا مگر تم سے جڑی ہر چیز از بر یاد رہتی ہے "لہجے میں بلا کا یقین تھا

"بس پھر یہ بھی ذہن نشین کر لو کہ میں تمہاری دسترس سے بالا تر ہوں، تمہاری پہنچ سے بہت دور" وہ اسے تنبیہ

کرتی ہوئی بولی جب باسل نے اسکی بات پہ دو بدو بولا

"اہنہ مسز باسل آپ غلط فرما رہی ہیں اگر چاہیں تو آپ کو اپنے اختیارات کا ایک جوہر ابھی دیکھائے دیتا ہوں" وہ اس

کی کلائی تھامے باہر کی جانب نکل رہا تھا، کیا وہ آغا جان کے پاس جانے والا تھا نہیں، اگر اس نے آغا جان سے کوئی

مطالبہ کر دیا تو وہ کیا کرے گی زینا کو اپنا آپ بے جان ہوتا ہوا محسوس ہوا وہ ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگی کلائی اسکی

گرفت میں گھوم رہی تھی آنسوؤں آنکھوں سے بھل بھل بہنے لگے اس نے پلٹ کر دیکھا تو وہ رو رہی تھی سارا چہرہ

آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا ساری دنیا روئے سارا جہان روئے پر کبھی زینہ نہ روئے دل پہ بوجھ بڑھ سا گیا کیا وہ واقعی

حقیقت سے انکاری تھی وہ اپنی جگہ پہ تھم گیا اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھ کر بولا

"کیا ہوا ہے رو کیوں رہی ہو؟" نرمی سے پوچھا

"میں مر کر بھی کبھی خود کو تمہارے حوالے نہیں کروں گی یہ بات اپنے ذہن میں بٹھالو باسل کے زینہ خان تم سے

نفرت کرتی ہے، بے شمار نفرت اتنی نفرت کے جس کی کوئی انتہا نہیں" باسل کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی وہ ہاتھ چھڑا کر

بھاگتی ہوئی وہاں سے چلی گئی جبکہ باسل کئی لمحے بے یقین سا وہاں کھڑا رہا پھر خود کو سنبھالے واپس سڈی روم میں

## دریچے محبت کے سردا نریدی

داخل ہو گیا کھڑکی کی جانب پشت کیے وہ تقریباً دو گھنٹے اپنی سوچوں سے لڑتا رہا جب ہی اسے اپنے عقب سے آغا جان کی آواز سنائی دی

"کیا ہوا باسل یہاں کیوں کھڑے ہو"

"آغا جان میں دو بیٹے جانے سے پہلے زینا سے علیحدگی چاہتا ہوں"

"کیا مطلب ہے تمہارا، اپنی ہوش میں تو ہو"

"جی میں اپنے پورے ہوش و حواس میں زینا سے علیحدہ ہونا چاہتا ہوں" وہ اپنی بات کہہ کر پلٹا اور چلتا ہوا بیر ونی

دروازے سے کچھ فاصلے پہ رکھی کرسی کہ قریب پہنچا تھا کہ آغا جان غصے سے دھاڑے

"یہ کیا بکواس کر رہے ہو تم، ابھی ایک جھانپڑکان کے نیچے دوں گا ساری شیخی جھاگ کی طرح بیٹھ جائے گی" آغا جان غصے سے سرخ ہو گئے تھے

"کیا ہوا ہے وارث کیوں چیخ رہے ہیں میرے بچے پہ" بی.جی انکی بلند آواز سن کر دوڑی ہوئی آئی تھی

"یہ اپنے اس نکمے صاحب زادے سے ہی پوچھوں" بی.جی نے نا سمجھی سے باسل کو دیکھا جس کی سرخ آنکھیں گھنی

پلکوں سمیت جھکی ہوئی تھی اس نے بی.جی کہ جانب دیکھنے سے گریز کیا جانتا تھا کہ ان کی نظروں کا مقابلہ نہیں کر

پائے گا ہنوز اسی حالت میں بولا

"میں اس کے ساتھ نہیں رہنا چاہتا میں سچ کہہ رہا ہوں، یہ ہی میرا آخری فیصلہ ہے" سب کی عزت پہ داغ آئے مگر

زینا کا دامن بے داغ رہے عجیب منطق تھی اس عاشق کی بھی



## درپے محبت کے سدا نریدی

"بقییس اس سے کہو میرے صبر کا امتحان نہ لے دفع ہو جائے میری نظروں کے سامنے سے ورنہ بلا وجہ میرے ہاتھوں ضائع ہو جائے گا" انکے غصے سے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھ کر بی جی نے سر جھکائے کھڑے باسل کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر پیار سے کہا

"جاو باسل باہر جاو میں دیکھتی ہوں انہیں" وہ جو پتھر کا مجسمہ بنا کھڑا تھا آنکھیں اٹھا کر بی جی کی جانب دیکھا جن میں پہلے سی محبت کی تپش تھی وہ اس کو آنکھوں سے باہر جانے کا اشارہ کر رہی تھی کیا کچھ دیر بعد یہ محبت بھی ختم ہو جانی تھی وہ سوچ کر ہی لرز گیا اس ایک انسان کے اسکی زندگی سے جانے کی وجہ سے سب اپنے کھو جانے تھے نہیں کرب سے مٹھیاں بیچ لیں ایک ہاتھ سے پاس رکھی کرسی کو سختی سے دبوچ رکھا تھا دوسرا ہاتھ پہلو میں گرا تھا دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ہتھیلی میں گڑھ چکی تھی ہتھیلی کی رنگت سفید پڑ رہی تھی وہ وہی سے پلٹ کر باہر نکل گیا۔

^^^

سلام پھوپھو کیسی ہیں "

اریب دروازے سے اندر داخل ہوئی تو نشست خانے میں ہاتھ میں میگزین لیے بیٹھی تاشی بیگم کو سلام کیا جس پہ انہوں نے سر اٹھایا

وعلیکم السلام بچے "وہ بدلے میں ہولے" سے مسکرائی تو وہ بھی بدلے میں مسکرا دی گردن گھمائی تو سامنے باورچی خانے سے نکلتی ہوئی اماں بی سے مخاطب ہو گئی

زینی کہاں ہے اماں بی ""

میں نہ جانوں ہوں شاید کمرے میں ہوے "گی

چلیں میں دیکھ لیتی ہوں "

وہ انکے ہاتھ "میں موجود تھاں میں سے کچے چاول ہاتھ میں لے کر پھانکتے ہوئے زینی کے کمرے کی جانب بڑھ گئی

اس نے کمرے کا دروازہ کھولا تو سامنے بیڈ پہ بیٹھی زینی بال بکھیرے نا جانے چھت پہ کیا کھوج رہی تھی اریب کے

بلانے پہ ایک دم سے چونکی

زینی کی بچی "

ہنہ ک کیا ہوا "وہ ہولے سے بولی "

"تمہیں پتہ ہے ابھی میں اپنی ان گنہگار آنکھوں سے کیا دیکھ کر آئی ہوں "وہ بھی اس کے برابر بیڈ پہ بیٹھ گئی

"کیا دیکھ آئی ہو اب تم "وہ اٹھتے ہوئے بولی بازو میں پہنا ہوا ربن اس نے بالوں میں لپیٹنا شروع کر دیا

"یار باسل نے سامنے والے شاہ انکل کی پجارو میں اپنی گاڑی ٹھوک دی ہے پتا ہے وہ ابھی بابا پہ اتنا بول کر گئے ہیں

کہہ رہے تھے اسکو کچھ عقل دے

میں بالکونی سے سب دیکھ رہی تھی وہ جب گھر سے نکلا تھا تب ہی بہت غصے میں لگ رہا تھا "اریب نے طوطے کی طرح

ساری کہانی زینا کے گوش گزار کر دی

## دریچے محبت کے سردا سریدی

"لگنے دو اسکا تو دماغ ہی خراب ہے چھوڑو اسے آؤ مل کر چائے بناتے ہیں" زینی نے جوتے اڑستے ہوئے لاپرواہ انداز میں جواب دیا تو اریب اسکو دیکھ کر رہ گئی یعنی اسے واقعی باسل کی کوئی پرواہ نہیں تھی

"ہاں چلو ویسے بھی چائے کا وقت ہو رہا اور میرا دل بھی کر رہا ہے" اریب کی پریشانی زینی کی لاپرواہی دیکھ کر فوراً اڑن چھو ہو گئی۔ وہ دونوں باورچی خانے کی طرف جا رہی تھی تب ہی تاشی بیگم نے اریب کو مخاطب کیا

"اریب بچے تمہارے ابو گھر پہ ہیں؟"

"جی پھوپھو آج انہوں نے فیکٹری سے چھٹی کی ہے"

"چلو بہتر ہے ابو کو بتا دینا میں رات میں چکر لگاؤ گی"

"جی ٹھیک ہے" وہ کہہ کر آگے بڑھ گئی زینی پہلے ہی کچن میں جا چکی تھی

"اچھا یار زینی میں کیا سوچ رہی تھی بھائی اور ہانی کے واپس جانے سے پہلے کیوں نہ ہم لوگ کہیں گھومنے چلیں کیا خیال ہے چلیں پھر اسلام آباد یا مری"

"دیکھ لو اگر رسانی بھائی اور ہانی مانتے ہیں تو مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے یار بس زیادہ دن کا پروگرام مت بنانا کیونکہ آف لینا مشکل ہو گا پھر" وہ چائے کے لیے پتیلی میں چیزیں انڈیل رہی تھی۔

"چلو ٹھیک ہے مل کر پلین کر لیتے ہیں"

"تم چائے کے ساتھ کیا لو گی" وہ جار میں سے پلٹ میں بسکٹ نکالتے ہوئے اریب سے پوچھنے لگی

"میں چاکلیٹ بسکٹ ہی لوں گی بس" اریب نے چائے کپ میں انڈیلتے ہوئے کہا

## دریچے محبت کے سردا نریدی

"اوکے" وہ دونوں چائے کا کپ لیے باہر لان میں نکل آئیں تھیں۔

^^^

شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے ہر طرف بادلوں نے ڈیرے ڈال رکھے تھے جیسے آج برس کر ہی دم لیں گے تب ہی گیٹ پہ کھٹکا ہوا دروازے سے اندر داخل ہوتی زرتاشہ بیگم بولی

"اففف فری تم تو بھول ہی گئے ہو ہمیں" وہ گیٹ سے اندر داخل ہوتے ہوئے شکوہ کنناں انداز میں بولی

"ارے تاشی آپا کیسی باتیں کرتی ہیں آئیں اندر آئیں"

"ہمممم بس کرو تم نے تو اتنا نہیں کیا کہ لمحہ بھر کے لیے بہن سے ملنے ہی آ جاؤ"

"بس کام کی مصروفیات ہی اتنی ہیں کہ کیا کہوں"

"ہاں میں سمجھ سکتی ہوں، حمزہ نے اب تک کام نہیں سیکھا"

"ارے تاشی ابھی تو پڑھ کر آیا ہے وقت لگے گا ان سب معاملات کو سمجھنے میں" وہ بہن کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے

بولی

"ہاں یہ تو ہے چلو خیر امید ہے جلدی سیٹل ہو جائے"

"تم کیا کھاؤ گی تاشی؟ جاؤ اریب اپنی امی سے چائے کا کہو"

"جی بابا" وہ جوان کے ساتھ گھر لوٹی تھی کچن کی جانب چل دی اس کے جانے کے بعد تاشی بیگم نے بات کا آغاز کیا

"فری اریب کے لیے کوئی لڑکا نہیں دیکھا؟"

## درپے محبت کے سردا نریدی

"نہیں آپا بھی تک تو نہیں مگر میں اب سوچ رہا ہوں اسکی بھی شادی کر دوں تاکہ پھر ہم حمزہ کے بارے میں سوچے  
"وہ سنجیدگی سے بولے

"ہاں میں تو چاہتی ہوں گھر کی بچیاں گھر ہی رہ جائیں تو بہتر ہیں" فرحان صاحب نے نا سمجھی سے بہن کو دیکھا جو  
سامنے سے آتی فروا بیگم کو دیکھ کر خاموش ہو گئیں تھی  
"اسلام علیکم آپا کیسی ہیں؟"

"ہاں ٹھیک ہوں میں۔" لہجے میں صدیوں پرانی بے رخی جھلک رہی تھی فروا بیگم تلخی سے مسکرا دی  
"فری نا جانے باسل کو کیا مسئلہ ہے زین سے، زرا سی بات پہ مار مار کہ اس کا حال بے حال کر دیا ہے تم کچھ سمجھاتے  
نہیں ہو"

"ارے آپا یہ کب ہو امیرے علم میں تو نہیں ہیں نا جانے کیا ہوتا جا رہا ہے ایسا تو نہیں ہے باسل وہ تو بہت ہی سلجھا ہوا  
اور کم گو بچہ ہے آج صبح کی ہی بات ہے شاہ صاحب بھی مجھ سے اس کے رویے کا شکوہ کر رہے تھے۔"  
"فری مجھے اس کی بہت فکر رہتی ہے وہ مجھ سے بہت اکھڑا کھڑا اور دور دور رہتا ہے"

"آپ فکر مت کریں میں اسے سمجھاؤں گا"

"ہاں تم اسے سمجھاؤ شاید تمہاری بات سمجھ جائے"

"آپا آپ چائے لیں ناں" فروا بیگم نے بات مکمل ہوتے ہی چائے کی پیشکش کی  
"نہیں اس تکلف کو رہنے دو"



## دریچے محبت کے سردا نریدی

"ہاں تاشی تم چائے پیو" بھائی کے اسرار پہ انہوں نے چائے کا کپ تھام لیا وہ بھائی کے دل میں جو بات ڈالنے آئی تھیں وہ بات شاید وہ ڈال چکی تھی مگر ابھی وہ خود مکمل حقیقت سے نا آشنا تھی

^^^

وہ جب گھر لوٹا تو گھر میں گہری خاموشی تھی اس وقت اکثر سب رات کا کھانا کھانے کے بعد اپنے اپنے کمرے میں چلے جاتے تھے اس نے اپنے لڑکھڑاتی ٹانگوں کو سنبھالنے کی کوشش کی تب ہی کانوں میں مانوس سی آواز گونجی "یہ کونسا وقت ہے گھر آنے کا؟.." وہ فوراً سنبھل کر مکمل طور پہ سیدھا کھڑا رہنے کی کوشش کرنے لگا "آپ کون ہوتی ہیں مجھ سے یہ سب کچھ پوچھنے والی؟"

"میرا خیال ہے میں ہی تمہاری پیدا کرنے والی ماں" وہ تلخی سے بولی

"ہاں ہے تو پر صرف پیدا کرنے والی اور آہستہ بولیں کہیں آپ کی اولاد نہ سن لے ورنہ آپ کے لیے یہ اچھا نہیں ہو گا۔" اس نے سرد لہجے سے کہا

"تم آخر اتنے خفا کیوں ہو مجھ سے باسل" تاشی بیگم نے گلوگیر لہجے میں پوچھا

"میں آپ کو جوابدہ نہیں ہوں اس لیے بہتر ہو گا آپ روز روز مجھ سے ایسی باتیں نہ پوچھے" وہ کہہ کر بظاہر بالکل

سیدھا چلتا ہوا زینے چڑھنے لگا جبکہ اب اس کے زخم سے خون بہتا ہوا اس کے جوتے تک پہنچ گیا تھا وہ چپ چاپ

کمرے میں پہنچا اور اپنے پیچھے دروازہ بند کر کے بمشکل بستر پر بیٹھا تھا کہ ایک بار ہولے سے کمرے کا دروازہ کھولا گیا وہ

جو پینٹ ہٹا کر اپنے زخم کو دیکھ رہا تھا سامنے کھڑی بی جان کو دیکھ کر پھر سے سر جھکائے زخم کا جائزہ لینے لگا

## درپے محبت کے سردا نریدی

"باسل یہ کیا کیا ہے تم نے" وہ چونک کر بولی پھر چلا کر زینی کو بلایا جو کمرے میں بیٹھی کوئی کتاب پڑھ رہی تھی ایک بار پھر آواز گونجی تو زینی فوراً اوپر کی جانب لپکی کمرے کے دروازے میں کھڑی بی جان ہو اس باختہ ہو کر بولیں "زینی اسکو دیکھو" وہ جو سامنے لا پرواہی سے سر جھکائے بیٹھا تھا زینی فوراً اسکی جانب بڑھی زینی کا بڑھتا ہوا ہاتھ ہوا میں ہی معلق رہ گیا وہ اسکا ہاتھ تھامے سرد لہجے میں بولا تھا

"میں ٹھیک ہوں" اس نے سختی سے ٹوکا

"مجھے دیکھنے دو" زینی نے اسرار کیا

"میں نے کہاناں میں ٹھیک ہوں" وہ ایک بار پھر سرد مہری سے بول کر زخم پہ جھکا

"باسل خاموش رہو زینی تم پٹی کرو اسے، دیکھو کیسے خون بہہ رہا ہے اور میں ابھی ہلدی والا دودھ بھیج رہی ہوں وہ بھی پلا دینا اسے اللہ جانے کس منحوس کی نظر لگ گئی ہے میرے بچے کو"

"جی بی جان" وہ رونے لگی تھی زینی فوراً نیچے بھاگی فرسٹ ایڈ باکس لے کر دربارہ اوپر پہنچی تو وہ بی جان کو سینے سے لگائے کھڑا تھا ٹانگ سے خون ابھی بھی بہہ رہا تھا

"میں ٹھیک ہوں بی جان مجھے کچھ بھی نہیں ہوا یہ چھوٹی موٹی چیزیں آپکے باسل کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی" وہ جو رو رہیں تھی روتے روتے بولی

"میں تیرے دشمن تھے کیوں کچھ ہوئے تو بیٹھ جائیں دودھ پیجھتی ہوں زینی اسے دوا بھی ساتھ کھلا دینا"

## دریچے محبت کے سردا نریدی

"جی بی جان، تم بیٹھ جاؤ باسل" وہ کہہ کر اپنا باکس کھولنے لگی خون صاف کرنے کے بعد اس پہ پاؤڈرین لگا کر زینی نے پیٹی باندھنا شروع کی زخم کافی گہرا تھا جیسے چاقو کا ہو وہ غور سے زخم دیکھ رہی تھی تو باسل بولا

"بس ٹھیک ہے تم جاؤ میں خود کر لوں گا اب" اس نے ٹانگ پیچھے کی جانب کھینچی

"میں دو اٹھلائے بغیر کہیں نہیں جاؤں گی" اس نے بھی اسی کے انداز میں جواب دیا

"میرا دماغ خراب کرنے کی ضرورت نہیں ہے جو کہا ہے وہ کرو" اب کی بار زینی نے سر اٹھا کر اس کو دیکھا جو واقعی حتمی انداز میں کہہ رہا تھا وہ اس کی بے رخی پہ حیرت سے اس کو دیکھتی رہ گئی پھر سنبھل کر بولی

"مجھے بی جان نے کہا ہے میں ان کا کہاٹال نہیں سوتی سوچ چپ چاپ بیٹھے رہو" وہ انہیں باتوں میں اپنا کام مکمل کر چکی تھی جب عابد دودھ کا گلاس لے آیا تو زینی نے میڈیسن باکس میں سے دو پین کیلر اور ایک اینٹی بائیوٹک کے ساتھ ایک نیند کی گولی نکال کر اس کے ہاتھ میں تھمائی پانی کا گلاس پیش کیا باسل نے بغیر اس پہ ایک بھی نگاہ ڈالے دو انگلیں عابد دودھ کا گلاس زینی کو دے کر جاچکا تھا زینی نے فوراً اس بیڈ پہ تکیہ برابر کرنے کے بعد ٹیک لگانے کا مطالبہ کیا وہ کسی بچے کی طرح ضد کرنے لگا

"زینی اب تم جاؤ مجھے تنہائی چاہیے"

"میں نہیں جاؤں گی" وہ بھی زینا تھی مان جاتی تو زینا تھوڑی کہلاتی

"میں نے کہا نہ کہ جاؤ یہاں سے" اب کی بار وہ دھاڑا تھا اس کی بلند آواز سے زینی سہم گئی تھی مگر اپنی جگہ سے نہیں ہٹی بلکہ آکر ہاتھ میں پکڑا ہوا دودھ کا گلاس اس کی جانب بڑھایا

## درپے محبت کے سردا نریدی

"دودھ پیو باسل"

"میرادل نہیں ہے ابھی" سخت لہجہ اسکے گلوگیر لہجہ کی وجہ سے بدل چکا تھا نم لہجہ کی جگہ بے رخی نے لے لی تھی  
"ابھی پیو" وہ بضد تھی اور اسکی ضد کون ٹال سکتا تھا وہ ہار مانتے ہوئے بولا

"میں نے کہا ناں"

"میں بھی کہہ رہی ہوں کہ ابھی پیو"

وہ جو غصے میں تھا اس کی ضد پہ ہاتھ بڑھا کر دودھ کا گلاس تھام لیا  
وہ وہی اس کے قریب بیٹھی اس کے نقاہت زدہ چہرے کو دیکھنے لگی جو نظریں جھکائے گلاس کی جانب دیکھ رہا تھا  
"کیسے لگی یہ چوٹ، تم کسی سے لڑے ہو" اب کی بار باسل نے اسے گہری نظروں سے دیکھا پھر نظر پھیر کر بولا  
"تم سے مطلب"

"مجھ سے ہی مطلب ہے بتاؤ کہاں گئے تھے صبح تم نے انکل شاہ کی گاڑی بھی ٹھوکی ہے"

"میں کہیں بھی جاؤں کچھ بھی کروں میرے معاملات سے تمہارا کوئی سروکار نہیں اور یہ لو گلاس میں دودھ پی چکا  
ہوں تم اب جاسکتی ہو" اسکے اس انداز پہ زینہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی

"تم ضرورت سے زیادہ بد تمیز انسان ہو" وہ کڑھ کر بولی تو باسل نے دروازے کی جانب اشارہ کیا

"دماغ درست ہے تمہارا میں تب تک کہیں نہیں جاؤں گی جب تک تم مجھے سب کچھ سچ نہیں بتاؤ گے یہ چوٹ  
آخر تمہیں کیسے لگی یہ کوئی معمولی چوٹ نہیں ہے تم بی جان کو بے وقوف بنا سکتے ہو لیکن مجھے نہیں" وہ اب پیشہ ورا نہ



## دریچے محبت کے سردا نریدی

انداز اپنا چکی تھی جبکہ باسل نے سر پیچھے تکیے پہ گرا دیا اسے اپنا سر اب بھاری بھاری محسوس ہو رہا تھا دوا کے اثر سے غنودگی طاری ہونے لگی تھی زینا بے اختیار ہی اسکی جانب کھسکی اور بڑھ کر اسکا چہرہ چھوا جو آہستہ آہستہ نیند میں جا رہا تھا اس نے اب کی بار ہولے سے پوچھا

"بتاؤ باسل کیا ہوا ہے تمہیں "

"مجھے عشق ہو گیا ہے زینی " وہ تھک کر بولا

"کس سے لڑ کر آئے ہو آج "

"میں نہیں بتا رہا اور تم جاننے کی کوشش بھی مت کرو،

"اچھا میری ایک بات مانو گے " زینی نے بھرم سے کہا تھا

"ہاں!..... " اب کی بار آنکھیں مکمل موند لیں تھی

"وعدہ کرو اب کسی سے بلا وجہ نہیں جھگڑو گے "

"وعدہ " اس نے مسکرا کر وعدہ کیا اس کا بھرم توڑا نہیں گیا زینی کے چہرے کو خوبصورت مسکان نے چھوا

"چلو اب سو جاؤ " زینی نے اس پہ قریب رکھا لطف اور ہمدردی اب ہی باسل نے نیند میں بڑبڑانا شروع کیا

"تم نہیں جانتی زینی میں تمہاری خوشی کی خاطر اپنی خوشی کو بھی قربان کر دوں گا تم اگر مجھ سے علیحدگی چاہتی ہو تو

مجھے یہی کرنا ہو گا۔ "



## دریچے محبت کے سردا نریدی

زینی نے چادر برابر کی اور پلٹ کر گہری نظروں سے اسے دیکھا جواب مکمل طور پر سوچکا تھا وہ اس سچ کو چاہ کر بھی تسلیم نہیں کرنا چاہتی تھی جو سچ کسی آسیب کی طرح اسکے سر پر منڈلا رہا تھا وہ خود حیران رہ گئی وہ باسل سے وعدہ لے آئی تھی اور اسکے وعدہ کرنے پر مسکرا رہی تھی ابھی وہ خود کو مزید سرزنش کرتی کہ بی جان اس کے کمرے میں آن پہنچی وہ جو بے ترتیب دھڑکن اور الجھی سوچ سے دروازہ واہوتی دیکھ رہی تھی سامنے بی جان کو دیکھ کر کھڑی ہو گئی

"ک کیا ہوا بی جان"

"یہ تو میں تم سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ آخر تم دونوں کے بیچ ایسا کیا ہوا ہے کہ باسل اس حال تک پہنچ گیا ہے؟"

"کیا مطلب بی جان؟"

"مطلب یہ کہ صبح جب وہ گھر سے گیا تھا تو تم دونوں کہ درمیان ہی کوئی بات ہوئی ہے پہلے آغا جان پھر شاہ صاحب والی بات اور اب یہ چوٹ، کیا ہوا ہے ایسا جس نے باسل کو اتنا بد ہوا اس کر دیا ہے"

"ووہ"

"ہاں بولو کیونکہ اس بات کا جواب مجھے تمہارے علاؤہ اور کوئی نہیں دے سکتا"

"بی جان میری اور اسکی صبح آپس میں کچھ بحث ہو گئی تھی اور اسی بحث میں غصے میں میں نے اس سے الٹا سیدھا کہہ

دیا"

READERS CHOICE

"میں نے تم سے اپنے ہوا اس کھو بیٹھا ہے زینی ایک بات یاد رکھنا یوں بار بار مرد کی محبت کا امتحان لینے سے عورت کی عزت مرد کی نظر میں گھٹ جاتی ہے باعزت عورت اپنے شوہر کو اس طرح خوار نہیں کرتی تم مانو یا نہ مانو وہ

## درپے محبت کے سردا نریدی

تمہارا شوہر ہے اور اس حقیقت سے تم چاہ کر بھی اپنا دامن بچا نہیں سکتی اپنی اور اسکی زندگی کو خود مشکل مت بناؤ  
میری بچی

"بی جان میں ابھی رخصتی نہیں کروانا چاہتی وہ بضد ہے" اس نے سر جھکا کر اعتراف کر لیا  
"ٹھیک ہے نہ کرواؤ مگر اس کی علیحدگی والی بات پہ بھی کبھی رضامند مت ہونا ورنہ ہم دونوں کا مرا منہ دیکھو گی  
کیونکہ یہ رشتہ ہم دونوں نے جوڑا ہے اور ہم لوگ تمہیں اس کے ساتھ بسا ہوا دیکھ کر مرنا چاہتے ہیں تاکہ تمہاری  
ماں اور باپ کو اوپر جا کر منہ دیکھا سکیں۔"  
"بی جان ایسی باتیں تو مت کریں"

"پھر جلدی مان جاؤ ورنہ وہ خود کو برباد کر بیٹھے گا اور میں اس کو برباد ہوتا نہیں دیکھ سکتی"  
"جی" وہ سر جھکائے ہوئے تھی بی جان نے چپل اڑیس کر جاتے ہوئے مزید کہا

"رات میں اسے ایک بار دیکھ لینا مجھ سے بار بار زینے نہیں چڑھے جاتے اب بوڑھی ہو گئی ہوں"  
"جی بی جان" بی جان جاچکی تھی اور جاتے جاتے زینی کو بھنور میں دھکا دے گئی تھی وہ زندگی کے جس لمحے سے ڈر کر  
ہمیشہ بھاگتی آئی تھی وہ گھوم گھما کر وہی پہنچ گئی تھی رات کے دوسرے پہر جب اسے اپنی سوچوں سے فرست ملی تو وہ  
باسل کو دیکھنے چل پڑی اس بات کی فکر کیے بغیر کے کوئی اسے کیا کہے گا وہ زینے چڑھ کر کمرے میں پہنچی تو باسل کے  
ماتھے پہ پسینہ چمک رہا تھا وہ فوراً اس کی جانب لپکی ماتھے کو چھوا تو اس کا جسم بخار سے تپ رہا تھا وہ پیاس لگنے کے  
باعث کسمسانے لگاتے ہی زینی نے ایک گلاس پانی اس کی جانب بڑھایا اور خود نیچے سے برف اور پٹی لینے چل دی

## دریچے محبت کے سردا نریدی

واپس آئی تو وہ پانی پی کر پھر سے آنکھیں موندے نڈھال پڑا تھا وہ جو باسل کو پٹیاں کر رہی تھی دروازہ واہ ہونے پہ پلٹے بغیر اپنا کام کرتی رہی

"تم کیا کر رہی ہو رات کے اس پہر یہاں"

وہ آواز، زینی نے فوراً پلٹ کر دیکھا تو دہلیز میں تاشی بیگم کھڑی تھی

"میرا خیال ہے کہ میں ڈاکٹر ہوں اور میں اپنا کام کر رہی ہوں"

"اچھا تو تم نے اپنی ان اداؤں کا مریض بنا رکھا ہے میرے بیٹے کو"

"یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ تاشی پھوپھو"

"جو نظر آ رہا ہے وہی کہہ رہی ہوں" انہوں نے لا پرواہی سے کندھے آچکا دیے

"آپ پلیز مجھے میرا کام کرنے دیں۔ میرے پاس آپ کی ان باتوں کے کوئی جواب نہیں ہیں۔" وہ جود دہلیز میں

کھڑی تھی کچھ سوچ کر وہی سے پلٹ گئیں۔ وہ باسل کی جانب متوجہ ہوئی جو نیم بے ہوش سا بستر پہ پڑا تھا۔ اسکو

دیکھتے دیکھتے ناجانے کب زینی کی آنکھ لگی اسے پتہ ہی نہیں چلا۔ باسل کی نہند، آنکھوں پہ پڑنے والی سورج کی تیز

کرنوں پہ کھلی تھی سامنے کھڑکی سے جھانکتا ہوا سورج اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا اس کی آنکھیں سورج کی

چمک کی تاب نہ لاسکی تو اس نے نظروں کا رخ بدلا سامنے موجود چہرہ دیکھ کر اسے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی خواب و

خیال ہو اس سے پہلے وہ سر جھٹکتا اس کی نظر نے سفر کرنا شروع کیا وہ ٹانگوں کو موڑے کر سی پہ سمٹ کر سر کر سی کی

پشت سے ٹکائے سورہی تھی چپل زمین پہ موجود تھی وہ فوراً سنبھل کر اٹھنے لگا اسی لمحے اس کی حرکت کی وجہ سے

## دریچے محبت کے سردا نریدی

قریب میز پر رکھی چیزوں نے شور مچایا زین کی آنکھ کھل گئی وہ سر اٹھا کر سامنے ٹیک لگا کر بیٹھے سنجیدگی سے اسے دیکھتے ہوئے باسل کو فکر مندی سے دیکھنے لگی

"تم ٹھیک ہو؟" وہ پریشان سی بولی باسل کے لیے یقین کرنا مشکل ہو گیا تھا کیا واقعی وہ ساری رات یہاں اس کر سی پہ گزار چکی تھی مگر کس لیے

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟"

"وہ میں رات میں تمہیں دیکھنے آئی تھی تو تمہیں بخار ہو رہا تھا تو میں اسی لیے یہی رک گئی تاکہ اگر تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو" اس نے گلاس میں پانی انڈیلتے ہوئے مصروف سا جواب دیا باسل کی حیرت سے وہ ناواقف پانی پینے لگی اسے اب اپنی پوزیشن کلیئر بھی کرنی تھی کہ وہ کیا سبب پیش کرے گی

"زین ان سب چیزوں کی فکر تمہیں کب سے ہونے لگی؟" باسل کا سوال بجا تھا مگر وہ اس وقت جواب دینے کی حالت میں نہیں تھی

"وہ بی جان" وہ پہلی بار اس شخص کے سامنے ہکلائی

"تم نے مجھ سے کل کہا تھا کہ تم مجھ سے بہت نفرت کرتی ہو" اس نے اسکی ہکلاہٹ کو نظر انداز کر دیا

"ہاں تو، میں نے اس بات سے انکار کب کیا ہے میں اب بھی کہہ رہی ہوں کہ میں تم سے نفرت کرتی ہوں اس میں کوئی ایسی نئی بات نہیں ہے کہ تم یوں ہو اس باختہ ہو کر مارے مارے پھر آج سے پہلے میں یہ جملہ لاکھوں بار بول چکی ہوں اب سچ سچ یہ بتاؤ کہ تمہیں ہوا کیا ہے، یہ ساری دنیا کو کیوں تنگ کرتے پھر رہے ہو اپنی اس بد ہو اسی میں



## درپے محبت کے سردا نریدی

"وہ انگلی سے اشارہ کرتی ہوئی واپس اپنی جون میں لوٹ آئی تھی اس نے گردن کو بیڈ کی ٹیک پہ ٹکایا اور چہرے کا رخ پھیر کر دوسری جانب کر لیا جس جانب سامنے الماری رکھی تھی

"زینی میں تنگ آگیا ہوں ہر چیز سے بوجھ لگتی ہے مجھے اب اپنی یہ بے مقصد زندگی میں نے جب جب زندگی کو نئے سرے سے شروع کرنا چاہا ہے تب تب میری بد قسمتی میرے سامنے آکر کھڑی ہو جاتی ہے جب مجھے لگتا ہے میں گر کر سنبھلنے لگا ہوں تب تب ماضی اور اسکی یادیں میری نیندیں برباد کرنے چلی آتی ہیں ایسے میں میرا دل چاہتا ہے میں خود کو ختم کر لوں" اس کے لہجے میں کچھ تھا شاید کرب، وہ تکلیف کی اس انتہا پہ ہے وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی بے اختیار ہی زبان سے اسکا نام نکلا تھا جس نے باسل کو زینی کی جانب دیکھنے پہ مجبور کر دیا

"باسل....." وہ کچھ کہہ نہیں سکی بس اس کو دیکھ کر رہ گئی

"میں مرنا چاہتا ہوں یا مار دینا چاہتا ہوں" وہ بے چینی کی انتہا پہ تھا اور زینی حیرانگی کے سمندر میں غوطے کھا رہی تھی آج اس کی ملاقات بالکل ایک مختلف شخص سے ہوئی وہ اسکے لہجے سے اسکے درد کو محسوس کر سکتی مگر افسوس یہ انائیں خاموشی سے آگے بڑھ کر اس نے باسل کا ماتھا چھوا جواب نارمل حالت میں تھا بخار اتر گیا تھا وہ نظریں ملانے کے وقت ہمیشہ کی طرح نظریں چراگئی اسکی شدت پسندی سے زینی کے بے نام خدشے کو اب ہوا ملنے لگی تھی وہ فوراً سائیڈ ٹیبل سے چیزیں سمیٹ کر باہر کی جانب بھاگی تھی۔ سیڑھیاں چڑھتی تاشی بیگم سے بری طرح ٹکرائی تھی اس سے پہلے کے وہ سنبھلتی اس نے تیز قدموں سے اپنے کمرے کا رخ کیا باسل اس کے معاملے میں اتنا شدت پسند ہو



## دریچے محبت کے سردا نریدی

سکتا ہے وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی اور نہ کبھی سوچنا چاہتی تھی زینی نے کمرے میں پہنچ کر ہاتھ میں موجود چیزیں بیڈ پہ اچھال دی اور بے بسی سے اپنا سر ہاتھوں میں گرا دیا۔

△△△△△△△△△△

وقت بدلتے پتہ کب چلتا ہے دیکھتے "ہی دیکھتے ایک عرصہ بیت گیا اور ہمارے یہ چھوٹے چھوٹے بچے بڑے ہو گئے فری میں اپنے باسل کے لیے تمہاری اریب کا ہاتھ مانگنا چاہتی ہوں بتاؤ کیا تمہیں منظور ہے " وہ دونوں فرحان صاحب کے لان میں بیٹھے تھے

آپا مگر "وہ حیرت سے بہن کا چہرہ دیکھنے لگے"

کیا مگر تم ہی تو کہتے باسل ایک "سبجھا ہوا کامیاب بیٹا ہے پھر اگر مگر کس بات کی " انہوں نے جھٹ سے سے جواب دیا

بی جان اور آغا جان سے پوچھ کر ہی "کوئی فیصلہ لے گے آپا" وہ سوچ کر بولے اور چائے کا کپ تھام لیا ہاں تو ٹھیک ہے ناں آج شام میں تم سب "کھانے پہ آ جانا وہی بات ہو جائے گی " ہمممممم

فرحان صاحب نے سر اثبات میں ہلایا "READERS CHOICE

△△△△

زینی باسل کی طبیعت کیسی ہے ؟ "

## درجے محبت کے سردا نریدی

" آغا جان فکر مندی سے پوچھ رہے تھے

جی آغا جان میں نے کل رات اس کا ٹمپر پچر چیک کیا تھا نارمل تھا اب کا نہیں پتا  
"میں دوپہر گئی تھی اس کے کمرے میں نا جانے اتنی بری حالت میں کہاں نکل گیا ہے میرا تو کلیجہ منہ کو آرہا ہے میری  
ایک نہیں سنتا یہ لڑکا "

اس کا ضروری کام ہے اور کام کے "سلسلے میں اس نے باہر جانا ہے پاسپورٹ لینے کے لیے گیا ہوگا "  
یہ خبر سب کے لیے ہی حیرت انگیز تھی مگر بی جان کے لیے اشتعال انگیز وہ حیرت اور غصے کے ملے جلے تاثرات سے  
آغا جان کو دیکھنے لگی

اور آپ مجھے یہ بات اب بتا رہے ہیں "آپ نے اسے اجازت ہی کیوں دی "  
بلقیس بیگم حوصلہ رکھے اس کے دفتر "والے اسے بھیجنا چاہتے ہیں کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی اس قابل نہیں ہے  
اور ہم اسے روک نہیں سکتے "آغا جان بی جان کو پرسکون کرنے کے لیے مزید بولے  
تاشی بیگم کو بات سمجھنے میں وقت لگا تھا مگر جیسے ہی بات سمجھ آئی تو بولی

"

READERS CHOICE

"کہاں جا رہا ہے وہ

دوبئی

اچھا آغا جان میں چاہتی ہوں اس کے "جانے سے پہلے میں اس کی کسی سے نسبت طے کر دوں

Page 30 of 37

## درجے محبت کے سردا نریدی

ان کی بات پہ بی جان نے سخت نظروں سے تاشی بیگم کو باز رہنے کا کہا جس کی انہوں نے ذرہ برابر پرواہ کیے بغیر اپنے دل کی بات کہی

آغا جان مجھے فری کی اریب بہت پسند "آئی ہے اور میں چاہتی ہوں کہ باسل اور اریب کا نکاح کر دیں تاکہ میں بھی اپنے بچے کی خوشی میں شریک ہو سکوں" انکی بات نے گویابی جان کے قدموں تلے سے زمین کھینچ لی تھی آغا جان کا لہجہ اسی لمحے بدل گیا انہوں نے شعلہ بار آنکھوں سے تاشی بیگم کو دیکھا

باسل کو میں نے اور تمہاری ماں نے "پالا ہے اور اس کے مطابق اس کی شادی کا فیصلہ بھی ہم دونوں ہی کریں گے کب اور کہاں ہوگی اسکی شادی اس کا اختیار بھی صرف مجھے اور تمہاری ماں کو ہے تم ان معاملات سے جتنا دور رہو گی بہتر ہے۔"

اس ساری گفتگو میں محض زینی لا تعلق بیٹھی ناشتہ کر رہی تھی اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا گویا وہ یہاں موجود ہی نہ ہو

بی جان کا ماتھا ٹھنکا وہ کڑھ کر بولیں زینی میں نے تم سے کیا کہا تھا؟ "وہ چونکی اور نا سمجھیں سے بولی "کیا بی جان؟

READERS CHOICE

باسل کا پتہ کرو کہاں ہے وہ؟"

## درپے محبت کے سردا نریدی

بی جان مجھے ہسپتال جانا ہے آپ اسے خود کال کر لیں پلیر وہ معزرت خواہ انداز میں جواب دے کر برابر والی کرسی سے پرس اٹھا کر باہر نکل گئی۔ بی جان کا دل چاہا ان دونوں بچوں کو اپنے سامنے بٹھا کر سزا دے نا جانے کیا کرتے پھیر رہے ہیں۔

△△△△△

شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے جب وہ اس عالیشان دروازے کے قریب پہنچا تو سوچ کر مسکرایا "جب سے لڑکی کو دیکھا ہے رہ رہ کر مجھے اسی کا خیال آرہا ہے، کتنی خوبصورت ہے وہ یقیناً اس کو اغوا کرنے کا اور پھر بلیک میل کرنے کا خوب مزہ آنے والا ہے" وہ دلچسپی سے بولا پھر گہری مسکراہٹ لیے اندر کی جانب چل دیا سلام صاحب کیسے ہیں "

ہاں میں ٹھیک تم بتاؤ کوئی نئی خبر ہے "

ہاں ہے تو صاحب مگر پہلے آپ کو "میرا معاوضہ دینا ہوگا "

یہ لو اپنے حصے کی رقم اب مجھے "بتاؤ کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا آج اڈے پہ اور وہ نیا بندہ کسی کام کا ہے بھی کہ نہیں "

"کام کا بندہ ہے جناب کل اس نے خوب ساتھ نبھایا ہے "

"ہممممم صحیح ہے یعنی سچ کہہ رہا تھا کہ وہ بہادر ہے مگر پھر بھی تم احتیاط سے کام کرنا کسی قسم کا شک ہو تو فارغ کر دینا

اسے جلدی "

جی صاحب "

چلو اب خبر سناؤ

صاحب آج صبح میں ایک لڑکی کو "دیکھا ہے تب سے اس کا سراپا آنکھوں کے سامنے گھوم رہا ہے ناقابل فراموش  
نہم تصور تہی ہے اس کا معاوضہ بھی اچھا مل سکتا ہے کھاتے پیتے گھر کی لگتی ہے  
صحیح تو انتظار کس کا ہے کام شروع کرو۔

جناب ہسپتال میں کام کرتی ہے ڈاکٹر ہے شاید آج پٹی کروانے گیا تھا تو پتہ چلا  
پھر تو کام اور بھی آسان ہو گا۔

جی صاحب۔

\*\*

"کیسی ہو زینا؟ "

"میں ٹھیک ہوں، ڈاکٹر محمد آپ کیسے ہیں؟ "

"میں بالکل ٹھیک ہوں تم بتاؤ چائے لوگی "

"نہیں میرا موڈ نہیں ہے آپ پیئے۔۔۔۔۔"



## دریچے محبت کے سردا نریدی

وہ خاموشی سے شیشے سے باہر دیکھنے لگی جہاں لوگ فکر مندی سے یہاں وہاں گھوم رہے تھے اچانک تاخیر پھوپھو کی باتیں ذہن میں گردش کرنے لگی تھی وہ باسل کی شادی کرنا چاہتی ہیں ہاں کو اس میں برا کیا ہے دماغ نے جھٹ سے جواب دیا اچھا ہی ہو گا اگر اریب کی اس سے شادی ہو جائے کم سے کم میری جان چھوٹ جائے گی "تب ہی اس کے فون پہ بیپ ہوئی میسج حمزہ کی طرف سے تھا

"گھر آ جاؤ جلدی امی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے چیک کر دو ذرا"

وہ اوکے کا میسج کرتے ہوئے موبائل پکڑ کر اپنے کیمین کی جانب چل دی۔ ڈاکٹر محمد کہ نگاہ نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔

\*\*

سرجی آپ کی محبوبہ تو بڑی ظالم ہے "فون تک نہیں کرتی سامری جادو کرنے اسے غصیلی نظروں سے دیکھا پھر بولا

"تم اپنے کام سے کام رکھا کرو

مجھے کام کرنے دو جاؤ یہاں سے"

آج کام میں دل نہیں لگ رہا تھا نہ ہی کسی نئے مشن پہ جانے کا کوئی ارادہ تھا بس بے بسی سے سامنے رکھے موبائل پہ وہ زینی کی تصویر کھول کر بیٹھ گیا اس رات کے بعد اسکی زینی سے بات نہیں ہوئی تھی آج اسے شدت سے اپنی پری کی یاد آرہی تھی۔۔۔۔

سچ کہتے ہیں عشق ظالم ہوتا ہے اور محبوب سگدل۔

\*\*

زینا گھر آگئی تھی چچی کا چیک اپ کیا تو بلڈ پریشر ہائی ہوا ہوا تھا سب لوگ اسے وہیں مل گئے تھے ان کو دوا دے کر خود وہ تھکن کا بہانا بنائے گھر آگئی تھی صبح سے ڈیوٹی کر کے اب سرد کھ رہا تھا جب ہی باورچی خانے کا رخ کیا ایک کپ چائے کا پانی چڑھایا تو اپنے پیچھے کھٹ پٹ کی آواز سن کر وہ گھبرائی اس وقت وہاں اس کے علاوہ کوئی نہیں تھا سب لوگ فرحان چچا کی طرف موجود تھے پھر یہاں کون تھا تب ہی اسے آشناسی آواز سنائی دی

"بی جی کہاں ہیں؟" وہ دشمن جاں پیچھے کھڑا کھڑا سا پوچھ رہا تھا

"تم کہاں تھے؟" زینا نے اس کی بات سنے بغیر اپنی کہی

"تم کیوں پوچھ رہی ہو، جو پوچھا ہے اس کا جواب دو!...." لہجہ ہمیشہ کی طرح اپنی ناراضگی کا اظہار کر رہا تھا

"نوکرانی نہیں ہوں میں تمہاری؟" اس کی بات پہ میز پر رکھے پھلوں کی ٹوکری سے سیب اٹھاتے ہوئے اس نے گہری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا

"مجھے ایسی کوئی خوش فہمی ہے بھی نہیں" اس کی نظروں سے کنفیوژ ہو کر وہ چائے کی جانب متوجہ ہوتے ہوئے

بولی

"تاشی پھوپھو اور بی جان کا کھانا کیا ہے فرحان چاچو نے..."

## دریچے محبت کے سردا نریدی

"اے میرے خدایا!..." وہ لڑکھڑا کر واپس پلٹ گیا تھا زینا نے اس کو بمشکل سیڑھیاں چڑھتے پلٹ کر دیکھا وہ بخار اور زخمی حالت میں پورے شہر میں گھومتا پھیر رہا تھا وہ جانتی تھی کافی پینے کا موڈ ہو گا اسی لیے ناجانے کس احساس کے تحت اس کے لیے کافی بنانے لگی۔ کچھ دیر بعد وہ کمرے میں داخل ہوئی تو وہ اپنی پٹی کھولنے میں مشغول تھا

"تمہاری کافی!..." اس نے کافی کا مگ سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا

"یہ احسان کس لیے؟...." وہ ہنوز اپنی ٹانگ پر جھکا ہوا پوچھ رہا تھا تب ہی اس نے جھک کر زمین پہ بیٹھتے ہوئے کہا

"سوچا زندگی میں بن بلائے مہمان کو الوداع کہنے کے لیے اس پہ کوئی چھوٹا موٹا احسان تو بنتا ہے آخر تم مجھ سے علیحدگی لے کر مجھ پہ اتنا بڑا احسان کر رہے ہو یہ تو پھر معمولی سی چیز ہے" یعنی یہ بات اس تک پہنچ گئی تھی وہ بہت سکون سے اس کی پٹی کھولنے کے بعد زخم صاف کرنے لگی

"آغا جان مان گئے ہیں؟" اس نے آنکھوں میں دیپ جلائے باسل کی جانب دیکھا اسکی آنکھوں کی چمک پہ تو وہ جان وارنے کو بھی تیار ہو جاتا پھر اس کے ساتھ کی قربانی تو بڑی چھوٹی سی چیز تھی۔ وہ پیٹی کر کے زمین سے اٹھ کھڑی ہوئی

جب باسل نے زخمی مسکراہٹ ہونٹوں پہ سجائی اور تلخی سے بولا

"نہیں مگر مان جائیں گے فکر مت کرو اور یہ کافی لے جاؤ مجھے طلب نہیں ہے" اسکی بات پہ زینا نے ناک چڑھائی

"تم جانتے ہو کہ مجھے یہ بھرم بازیاں دیکھنے کی عادت نہیں، چپ چاپ پی لو" وہ تحکم آمیز لہجے میں بولی

"زخم کی وجہ سے درد تو نہیں ہو رہی؟" وہ فکر مندی سے پوچھ رہی تھی

"آئینہ مجھے چھونے کی کوشش مت کرنا...." وہ سختی سے بولا تو زینا چڑ گئی

## درپے محبت کے سردا نریدی

"کیوں؟...." وہ انتہائی حیرت سے چلائی

"مجھے نہیں پسند تمہارا مجھے چھونا" اس بات پہ وہ چونک کر سنبھلی پھر غصے سے بولی

"اوہ واؤ مسٹر باسل گریٹ صدقے جاؤں میں تمہاری اس ان سکیورٹی پہ" اپنی بات کے بعد زینا نے زوردار قہقہہ

لگایا تو باسل نے زینا کو کمرے سے جانے کو کہا

"ناؤ یو کین گو۔۔۔" وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے مقابل کھڑے ہوتے ہوئے دروازے کے جانب اشارہ کر رہا تھا

اس نے زینا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا جیسے اسے اپنے کمرے کی بجائے دل سے چلے جانے کو کہا ہو

"ریلی...." اس کے اس قدر بے رخی اور بے عتنائی پہ زینا کا دل جل بھن گیا تھا وہ شاک کے عالم میں غرائی

مگر باسل سنجیدہ تھا۔

"یس".....

\*\*

سب بڑے ڈرائینگ روم میں بیٹھے ہوئے چائے پی رہے تھے جب فرحان صاحب نے اپنی بات کا آغاز کیا

"بی جان وہ تاشی چاہتی ہے کہ اریب اور باسل کا رشتہ طے کر دیا جائے اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟" فرحان

صاحب نے اپنی ماں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا

\*\*جاری ہے